الطاهره

تلخیص

الہدایہ

شاہ مشاہد رضا علیمی

متعلم: دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

القادری نیٹورک

مختصر اسلوب

(1) اس تلخیص میں صرف اختلاف ائمہ کو ہی ذکر کیا گیا ہے۔

(2) حتی الامکان مسئلہ کے شروع میں کتاب کی عبارت تحریر کی گئی ہے تاکہ کتاب کی اصل عبارت تک رسائی میں آسانی ہو۔

(3) یہ تلخیص امتحانات کی تیاری کے لئے مرتب کی گئی ہے۔

نوٹ: طلبہ وعلماء کی بارگاہ میں عرض ہے کہ کسی بھی قسم کی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی بتا کر ممنون ہوں۔

جزاکم اللہ خیرا کثیرا۔

رابطہ نمبر:9984111212

پتہ: مقام جھلہیا پوسٹ گیپور گرنٹ اترولہ بلرامپور یوپی 271604

4 رمضان المبارک 1445ھ مطابق 15 مارچ 2024

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(1) ینعقد بلفظ النکاح والتزویج والھبۃ والتملیک والصدقۃ الخ۔

صورت مسئلہ:- نکاح، لفظ نکاح، تزویج، ہبہ، تملیک، اور لفظ صدقہ سے منعقد ہوتا ہے یا نہیں؟ تو اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

احناف کا مذہب :- احناف کے نزدیک ان الفاظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ وہ الفاظ یہ ہیں نکاح، تزویج، ھبہ، تملیک، اور صدقہ ان مذکورہ تمام الفاظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

امام شافعی کا مذہب:- امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ صرف دو لفظوں سے نکاح منعقد ہو گا (1) لفظ نکاح (2) لفظ تزویج۔ ان دونوں لفظوں کے علاوہ سے نہیں۔

(نوٹ) امام صاحب شرح وقایہؒ نے ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے اپنی کتاب شرح وقایہ میں۔ فرماتے ہیں ہر وہ لفظ جو فی الحال تملیکِ عین کے لئے وضع کیا گیا ہو اس سے نکاح منعقد ہو جائے گا۔

احناف کی دلیل :- امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہے کہ تملیک، ھبہ، صدقہ، وغیرہ یہ الفاظ نکاح کے میں اگرچہ حقیقتاً نہیں ہیں مگر مجازاً مستعمل ہیں۔ اور مجازاً مستعمل ہیں علاقہ سببیت کی بنیاد پر۔ اس لئے کہ تملیک یہ ملک رقبہ کے واسطے سے ملک متعہ کا سبب بنتی ہے۔ مثلاً اگر باندی کا مالک ہوا تو تملیک کی وجہ سے اس ک متعہ کا مالک بن گیا۔ لیکن متعہ کا سبب صرف محل متعہ میں ہو گا اگر غلام کو خرید اتو ملک رقبہ کا تو ثبوت ہو گا لیکن ملک متعہ کا نہیں۔ اس لئے کہ وہ محل متعہ نہیں ہے۔ لھذا اگر کسی شخص نے باندی کو خرید ا تو وہ اس کی وقبہ کا مالک بن گیا۔ تو رقبہ یعنی ذات کے ضمن میں اس کے متعہ کا بھی مالک بن جائے گا۔ اور ملک متعہ اس کے لئے حاصل ہو جائے گا۔ تو لفظ نکاح سے گویا لفظ تملیک سبب ہے۔ تو لفظ تملیک سبب ہے اور لفظ نکاح مسبب۔ اور قاعدہ ہے کہ سبب بول کر مسبب مر ادلینا مجازاً جائز ہے۔ لھذا تملیک، ھبہ، صدقہ وغیرہ سے نکاح منعقد ہو جائے گا۔

امام شافعی کی دلیل :- امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہے کہ لفظ جس معنیٰ میں مستعمل ہو گا وہ لفظ اس میں یا تو حقیقت کے اعتبار سے استعمال ہو گا یا مجاز کے اعتبار سے اور تملیک، ھبہ، صدقہ، وغیرہ یہ نکاح کے معنٰی میں نہ حقیقت ہیں اور نہ مجاز۔ حقیقت اس لئے نہیں ہیں کہ نکاح کا حقیقی معنٰی ہی ضم اور ضم سے مراد ملانا۔ اور تزویج کے حقیقی معنٰی ہیں تلفیق اور تلفق کے معنی چمٹانا۔ تو تملیک اور جو اس کے ہم معنٰی لفظ ہیں ھبہ وغیرہ ان میں ضم کا معنٰی نہیں پائے جاتے اس لئے یہ الفاظ نکاح کے لئے حقیقت نہیں ہیں۔ اور مجاز اس لئے نہیں ہیں کہ مالک اور مملوک کے درمیان تباین ہوتا ہے کہ لفظ تملیک کے ذریعہ عورت نے اپنا مالک بنایا تو شوہر اس کا مالک ہو گیا یا ھبہ کے ذریعہ اس کو مالک بنایا تو وہ مالک بن گیا۔ تو وہ مالک اور یہ مملوک۔ اور ایسے ہی صدقہ میں وہ مالک اور یہ مملوک اور مالک اور مملوک کے درمیان تباین ہوتا ہے۔ اور متباینین میں سے ایک دوسرے کے لئے مجاز نہیں بن سکتا۔ اس لئے کہ ان میں کوئی علاقہ مجاز نہیں ہے۔ تو علاقہ کے نہ ہونے کی بنیاد پر احد المتباینین دوسرے کے لئے مجاز بھی نہیں بن سکتا۔ لھذا جب یہ الفاظ نہ حقیقت ہیں اور نہ مجاز تو ان کے ذریعہ نکاح بھی منعقد نہیں ہو گا۔

(2) لا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاھدین حرین الخ۔

صورت مسئلہ :- نکاح میں شہادت شرط ہے یا نہیں؟ یا اعلان شرط ہے؟ تو اس میں اختلاف ہے۔

احناف کا مذہب :- نکاح میں شہادت شرط ہے۔

امام مالک کا مذہب :- امام مالکؒ کے نزدیک اعلان شرط ہے۔ (وہ یہ کہتے ہیں کہ اعلان کرنا ضروری ہے شہادت شرط نہیں ہے)۔

احناف کی دلیل :- احناف استدلال کرتے ہیں حدیث پاک سے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا **لانکاح الابشھود** (کہ بغیر گواہوں کے نکاح منعقد نہیں ہوتا)۔

امام مالک کی دلیل :-امام مالکؒ نے استدلال فرمایا ہے حدیث پاک **اعلنواالنکاح ولو بالدف** کے ذریعہ کہ اس حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے نکاح کا اعلان کرنے کا حکم دیا ہے۔اس لئے نکاح کے موقع پر اعلان ضروری ہو گا شہادت شرط نہیں ہے۔

امام مالک کی دلیل کا جواب :- امام مالکؒ نے جو حدیث پیش کی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اعلان کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے اعلان کے شرط ہونے پر نہیں۔

(3) ولا تشترط العدالۃ حتی ینعقد بحضرۃ الفاسقین عندنا الخ۔

صورت مسئلہ. :- گواہوں کا عادل ہونا ضروری ہے یا نہیں ؟ تو اس میں اختلاف ہے۔

احناف کا مذہب :-احناف کے نزدیک گواہوں کا عادل ہونا شرط نہیں ہے۔

امام شافعی کا مذہب :- امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ گواہوں کے لیے عدالت ضروری ہے۔

احناف کی دلیل :- احناف کی دلیل یہ ہے کہ فاسق اہل ولایت سے ہے اور جب اہل ولایت سے ہے تو اہل شہادت سے بھی ہو گا اور فاسق اہل ولایت سے اس بنیاد پر ہے کہ شریعت نے اس کو اس کے اسلام کی بنیاد پر اپنی ذات کی ولایت سے محروم نہیں کیا ہے۔لھذا جب اپنی ذات پر ولایت سے محروم نہیں ہے تو غیر کی ذات پر بھی ولایت سے محروم نہیں کیا جائے گا۔کیونکہ اپنی ذات کی ولایت اور دوسرے مسلمان کی ذات کی ولایت دونوں ایک جنس سے ہیں۔لہذا یہ اس کا اہل ہو گا۔

احناف کی دوسری دلیل :- صاحب کتاب نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ فاسق انسان یہ حاکم بن سکتا ہے تو جب فاسق حاکم بن سکتا ہے اور حاکم کو یہ حق ہوتا ہے کہ وہ جس کو چاہے قاضی بنادے اور فاسق حاکم جب دوسرے کو قاضی بنا سکتا ہے تو وہ خود بھی قاضی بن سکتا تو جب قاضی بن سکتا ہے تو گواہ بھی بن سکتا ہے اس لئے کہ شہادت اور قضا

دونوں ایک ہی باب سے ہیں اس لئے کہ دونوں میں حکم کو غیر پر نافذ کیا جاتا ہے اس لئے فاسق ہمارے نزدیک شاہد ہو سکتا ہے۔

امام شافعی کی دلیل :- امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہے کہ شہادت یہ ہے باب کرامت سے ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا **اکرمواالشھود**۔ اور فاسق یہ اہل اہانت سے ہے لھذا فاسق کی شہادت معتبر نہیں ۔

(4) ان تزوج مسلم ذمیۃ بشھادۃ ذمیین الخ۔

نوٹ :- زمی وہ کافر کہلاتا ہے جو اسلامی ملک میں فرمانبرداری اور ذمہ داری پر رہتا ہو چاہے وہ ہندو ہو یا یہودی ہو یا نصرانی۔ اور متن میں ذمیہ سے مراد اہل کتاب ہیں. اس لیے کہ مسلمان کا نکاح صرف کتابیہ سے جائز ہوتا ہے غیر کتابیہ سے نہیں۔

صورت مسئلہ :- اگر کسی مسلمان نے دو ذمیوں کی موجودگی میں کسی کتابیہ عورت سے نکاح کیا تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟ اس میں اختلاف ہے۔

شیخین کا مذہب :- مسلمان نے دو ذمیوں کی موجودگی میں کسی کتابیہ عورت سے نکاح کیا تو یہ نکاح جائز ہے۔

امام محمداورامام زفرکا مذہب :- مسلمان نے دو ذمیوں کی موجودگی میں کسی کتابیہ عورت سے نکاح کیا تو یہ نکاح جائز نہیں۔

شیخین کی دلیل :- شیخین کی دلیل یہ ہے کہ نکاح میں دو چیزیں ہیں ایک تو یہ کہ ملک بضعہ کو ثابت کیا جاتا ہے شوہر کے لئے۔ اور دوسری چیز یہ کہ عورت کے لئے شوہر پر مہر واجب ہوتا ہے۔ اور یہ بات بالکل مسلم ہے کہ شہادت ایسی چیز کے لئے ثابت ہوتی ہے جو کہ قابل احترام ہو اور بضعہ قابل احترام ہے اور لزوم مال اس میں کوئی احترام

نہیں۔ اور نکاح میں گواہی ملک بضعہ کو ثابت کرنے کے لئے ہوتی ہے شوہر کے لئے۔ اس لئے نہیں ہوتی کہ شوہر پر عورت کے لئے مھر واجب ہو جائے۔ تو گواہی ہوتی ہے ملک بضعہ کو ثابت کرنے کے لئے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو گواہی ہے دو ذمیوں کی یہ مسلمان کے حق میں گواہی ہے اس کے خلاف نہیں ہے۔ اور ذمیہ عورت کے خلاف گواہی ہے ۔ اور کافر کی گواہی مسلمان کے حق میں اگر ہو تو قبول کر لی جاتی ہے۔ ہاں اگر اس کے خلاف گواہی ہو تو قبول نہیں کی جاتی۔ لھذا ان دونوں ذمیوں کی گواہی سے یہ نکاح منعقد ہو جائے گا۔

امام محمداور امام زفرکی دلیل :- امام محمدؒ اور امام زفرؒ کی دلیل یہ ہے کہ ایجاب وقبول کا سننا یہ نکاح میں شھادت ہے اور کافر کے لئے مسلم پر کوئی شھادت نہیں۔ تو گویا ان دونوں نے مسلم کے کلام کو سنا ہی نہیں ۔ لھذا جب سنا نہیں تو عدم سماع کی بنیاد پر یہ نکاح منعقد نہیں ہو گا۔

امام محمداور امام زفرکی دلیل کا جواب :- جس کا حاصل یہ ہے کہ سماع کو عدم سماع پر قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ شہادت یعنی ایجاب وقبول کی سماعت انعقاد نکاح کے لئے شرط ہے اور عقد کا انعقاد چونکہ عاقدین کے کلام سے ہوتا ہے۔ اس لئے بصورت عدم سماعت شہادت ہی متحقق نہیں ہو گی اور نکاح منعقد نہیں ہو گا ۔ مگر صورت مسئلہ میں جب ذمیوں نے عاقدین کے کلام کو سن رکھا ہے تو اب اس سماعت کو عدم سماعت کے درجے میں اتار کر اس پر قیاس کرنا (کہاں کی دانشمندی ہے؟) درست نہیں۔ (احسن الھدایہ جلد 4 صفحہ 23)

(5) ولا باس بان یجمع بین امراۃ و بنت زوج کان لھا من الخ۔

صورت مسئلہ :- عورت اور اس کے پہلے شوہر کی بیٹی کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ تو اس میں اختلاف ہے۔

احناف کا مذہب :- مثلاً ہندہ نے زید سے نکاح کیا اور زید کی ایک بیٹی ہے اس کی پہلی بیوی فاطمہ سے۔ پھر زید نے ہندہ کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد خالد نے زید کی بیٹی زینب اور ہندہ سے نکاح کر لیا۔ تو ان دونوں کو نکاح میں جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس لئے کہ زینب اور ہندہ کے درمیان کوئی قرابت کا رشتہ بھی نہیں ہے اور کوئی رضاعت

کا رشتہ بھی نہیں ہے۔کیونکہ وہ اس کے شوہر کی بیٹی ضرور ہے لیکن اس کی یعنی ہندہ کی بیٹی نہیں۔بلکہ زید کی پہلی بیوی کی بیٹی ہے۔

امام زفر کا مذہب :- امام زفرؒ نے فرمایاہے کہ عورت اور اس کے پہلے شوہر کی بیٹی کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔

امام زفرکی دلیل :- اس لئے کہ شوہر کی جو بیٹی ہے اگر اس کو مذکر فرض کرلیں تو اس کے لئے اس عورت سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا کیونکہ یہ اس کے باپ کی منکوحہ ہوگی اور باپ کی منکوحہ سے نکاح جائز نہیں ہوتا ہے۔

احناف کی دلیل :- اگرباپ کی بیوی کو مرد فرض کیا جائے تو اب اس مرد کے لئے اس لڑکی سے نکاح جائز ہے۔اور شرط یہ ہے کہ یہ حرمت دونوں جانب سے ہونا چاہیے۔اس لئے ان دونوں عورتوں کو نکاح میں جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(6) ومن زنیٰ بامراۃ حرمت علیہ اُمُّھا و بنتھا الخ۔

صورت مسئلہ :- زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہیں ؟ تو اس میں اختلاف ہے۔

احناف کا مذہب :- احناف کا مذہب یہ ہے کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔لھذا زانی پر مزنیہ کے اصول و فروع حرام ہونگے۔اور مزنیہ پر زانی کے اصول و فروع حرام ہونگے۔اصول سے مراد،ماں،دادی، نانی،وغیرہ اور فروع سے مراد،پوتی،نواسی،وغیرہ ہیں۔

امام شافعی کا مذہب :- امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ زنا یہ حرمت مصاہرت کو واجب نہیں کرتی ہے تو ان کے نزدیک زنا کی بنیاد پر زانی کے اصول و فروع مزنیہ کے لئے حلال ہونگے اور مزنیہ کے اصول و فروع زانی کے لئے حلال ہونگے۔

احناف کی دلیل :- احناف کی دلیل یہ ہے کہ وطی یہ سبب جزیت ہے ولد کے واسطے سے یہاں تک کہ ولد کو ان دونوں میں سے ہر ایک کی طرف مکمل طور پر منسوب کیا جاتا ہے۔ لھذا اب موطوعہ کے اصول وفروع واطی پر حرام ہونگے اور واطی کے اصول وفروع موطوعہ پر حرام ہونگے۔ اس لئے کہ ولد نے واطی اور موطوعہ کے درمیان اتحاد اور جزئت کو پیدا کر دیا ہے۔ تو اس بچے کے واسطے سے واطی جز بن گیا موطوعہ کا اور موطوعہ جز بن گئی واطی کی۔ تو اب واطی کے اصول وفروع موطوعہ کے اصول وفروع ہو جائیں گے۔ اور موطوعہ کے اصول وفروع واطی کے اصول وفروع ہو جائیں گے۔ اور شریعت اسلامیہ میں موضع ضرورت کے علاوہ استمتاع بالجزء یہ حرام ہے اور موضع ضرورت موطوعہ ہے۔

امام شافعی کی دلیل :- امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہے کہ زنا یہ ایک فعل حرام ہے اور مصاہرت (مصاہرت کا معنی دامادی رشتہ) یہ ایک نعمت ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا احسانات کے موقع پر۔ (**وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّصِهْرًا**) ترجمہ کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پانی سے (ف ۹۴) بنایا آدمی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی (ف ۹۵) ۔ تو دامادی رشتہ یہ ایک نعمت ہے اور زنا ایک فعل حرام اور نعمت کا حصول فعل حرام سے نہیں ہوتا۔ لھذا اس بنیاد پر زنا سے حرمت مصاہرت کا ثبوت بھی نہیں ہوگا۔

امام شافعی کی دلیل کا جواب :- ان کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ یہ وطی حرام کرنے والی ہے اس حیثیت سے کہ یہ ولد کا سبب ہے۔ اس حیثیت سے حرام کرنے والی نہیں ہے کہ یہ زنا ہے ۔

(7) ومن مسته امراة بشهوة حرمت عليه امها وابنتها الخ۔

صورت مسئلہ :- جس شخص کو کسی عورت نے شہوت کے ساتھ چھوا (مس) کر دیا۔ تو اس مرد پر اس کے اصول وفروع یعنی ماں اور بیٹی حرام ہو جائیں گی یا نہیں؟ تو اس میں اختلاف ہے۔ مس یہ عام ہے عمداً ہو یا خطاء خوشی سے ہو یا بغیر خوشی کے۔

امام اعظم کا مذہب :- جس شخص کو کسی عورت نے شہوت کے ساتھ مس دیا تو اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جائیں گی۔

امام شافعی کا مذہب :- جس شخص کو کسی عورت نے شہوت کے ساتھ مس کر دیا تو اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام نہیں ہوں گی۔

نوٹ :- یہاں جو امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ میں اختلاف ہے وہ مس حلال میں ہے مس حرام میں نہیں یعنی بعد نکاح چھونا ہو۔ اسی لئے کہ امام شافعی کے نزدیک وطیِ حرام موجب حرمت نہیں ہے یعنی اگر زنا کیا تو زنا حرمت مصاہرت کو واجب نہیں کرتی۔ تو جب وطی حرام نہیں کرتی تو مس حرام بدرجہ اولی حرمت مصاہرت کو واجب نہیں کریگا۔ ان کا اختلاف مس حلال میں ہے مثلاً زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور نکاح کے بعد وطی کرنے سے پہلے ہی طلاق دے دی۔ تو زید کے لئے ہندہ کی ماں حلال ہے۔ اور اگر طلاق سے پہلے زید یا ہندہ میں سے کسی نے ایک دوسرے کو شہوت کے ساتھ چھو لیا یا شرم گاہ کو دیکھ لیا اور وطی نہیں کی تو احناف کے نزدیک حرمت مصاہرت ثابت ہو گئی اور امام شافعی نے فرمایا کہ ثابت نہیں ہو گی۔

احناف کی دلیل :- احناف کی دلیل یہ ہے کہ مس اور نظر یہ داعی الی الوطی ہیں ایسے سبب ہیں جو وطی تک پہچانے والے ہیں۔ لھذا ہم نے احتیاطاً داعی الی الوطی کو وطی کے قائم مقام قرار دیا ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ اس سے حرمت کا ثبوت ہو جائے گا۔

امام شافعی کی دلیل :- امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہے کہ مس اور نظر یہ دونوں وطی کے معنی میں نہیں ہیں (دخول کے معنی میں نہیں ہیں) یہی وجہ ہے کہ ان دونوں سے روزہ کا فاسد ہونا احرام کا فاسد ہونا اور غسل کا واجب ہونا یہ حکم متعلق نہیں ہے۔ اور جب متعلق نہیں ہے تو یہ دونوں دخول کے معنی میں بھی نہیں ہوں گے۔ اس لئے انھیں دخول کے ساتھ لاحق نہیں کیا جائے گا۔

امام شافعی کی دلیل کا جواب :- امام شافعیؒ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ مس اور نظر سے اگر فساد صوم وغیرہ احکام ثابت ہو جائیں۔ تو مس اور نظر یہ حقیقتاً وطی ہو جائیں گے۔ حالانکہ ہم نے ان کو حقیقتاً وطی نہیں کہا ہے بلکہ داعی الی الوطی ہونے کی بنیاد پر احتیاطاً وطی کے قائم مقام کیا ہے۔ ہمارے مذہب کی تائید ایک حدیث پاک سے بھی

ہوتی ہے جس کی راوی ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ **ان سئل رسول اللہ ﷺ من نظر الی فرج امراۃ حرمت علیہ امھا و بنتھا**۔اس حدیث پاک سے ہمارے مذہب کی تائید ہوتی ہے کہ چھونے اور شہوت کے ساتھ دیکھنے سے حرمت کا ثبوت ہو جائے گا۔

(8) و اذا طلق امراتہ طلاقاً بائناً او رجعیاً الخ۔

صورت مسئلہ :- اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق بائن یا طلاق رجعی دیدی تو بیوی کی عدت گزرنے سے پہلے اس شخص کے لئے اس کی بیوی کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟اس میں اختلاف ہے۔

امام اعظم کا مذہب :- اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق بائن یا طلاق رجعی دے دی تو بیوی کی عدت گزرنے سے پہلے بیوی کی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

امام شافعی کا مذہب :- امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر طلاق بائن یا طلاق ثلاث کی عدت ہو تو اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے۔

احناف کی دلیل :- احناف کی دلیل یہ ہے کہ پہلا والا نکاح ابھی باقی ہے اس کے بعض احکام کے باقی ہونے کی وجہ سے۔جیسے نفقہ اور عورت کو باہر نکلنے سے روکنے پر شوہر کو اختیار ہے۔اور اگر بعد طلاق دو سال کے اندر بچہ پیدا ہو تو اس بچے کا نسب اس سے ثابت ہو گا فراش کے باقی رہنے کی وجہ سے۔تو چونکہ نکاح کے بعض احکام باقی ہیں اس لئے نکاح اولی کا حکم ابھی باقی ہے۔

امام شافعی کی دلیل :- امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہے کہ طلاق بائن ہونے کی وجہ سے یا تین طلاق ہونے کی وجہ سے نکاح بالکلیہ ختم ہو گیا۔اور نکاح کے بالکلیہ ختم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ انسان حرمت کو جانتے ہوئے اس عورت سے وطی کر لے تو اس پر حد واجب ہو گی۔اس لئے کہ نکاح بالکلیہ منقطع اور نکاح جب بالکلیہ منقطع تو اس کی بہن سے نکاح صحیح۔

امام شافعی کی دلیل کا جواب :- رہا قاطع والا معاملہ کہ قاطع پالیا گیا اس کو عمل دلانا ضروری ہے تو فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ قاطع کا عمل مؤخر ہے عدت کے پورا ہونے پر۔ یہی وجہ ہے کہ قید ابھی باقی ہے اور رہا حد والا معاملہ تو ہمیں یہ بات تسلیم نہیں ہے کہ حد واجب ہوتی ہے۔ جیسے کہ کتاب الطلاق میں اشارہ ملتا ہے۔ اور اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس پر حد واجب ہو گی جیسے کہ کتاب الحدود میں ذکر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وطی کے حلال ہونے کے حق میں ملک زائل ہو چکی ہے۔ لھذا اب اس کا وطی کرنا یہ زنا ہو گا۔ اس لئے اس پر حد ملے گی اور امور مذکورہ (نفقہ، منع وغیرہ) تو ان کے حق میں ملک زائل نہیں۔ لھذا من وجہ نکاح باقی ہے اور من وجہ نکاح باقی نہیں۔ اور جب من وجہ نکاح باقی ہے تو یہ انسان اس معتدہ کی بہن سے اگر نکاح کریگا تو یہ دو بہنوں کو جمع کرنے والا ہو گا اور یہ جائز نہیں ہے۔

(9) و یجوز للمحرم والمحرمۃ ان یتزوجا فی حالۃ الاحرام الخ۔

صورت مسئلہ :- حالت احرام میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟ تو اس میں اختلاف ہے۔

احناف کا مذہب :- حالت احرام میں محرم اور محرمہ کے لئے نکاح کرنا جائز ہے۔

امام شافعی کا مذہب :- حالت احرام میں محرم اور محرمہ کے لئے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور اسی کے قائل امام مالکؒ اور امام احمدؒ بھی ہیں۔

نوٹ :- اختلاف اس صورت میں بھی ہے کہ جب محرم کسی کا ولی ہو تو ولی ہونے کی حیثیت سے وہ نکاح کرائے۔ تو احناف کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہے اور امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک یہ نکاح صحیح نہیں ہے۔

امام اعظم کی دلیل :- امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس نے روایت فرمایا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت میمونہ سے حالت احرام میں نکاح کیا۔

امام شافعی کی دلیل :- امام شافعیؒ کی دلیل اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد مبارک آپ ﷺ نے فرمایا ••**لایَنکِحُ المُحرِمُ ولا یُنکِحُ**•• ترجمہ محرم نہ تو اپنا نکاح کرے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کرائے۔

امام شافعی کی دلیل کا جواب :- امام شافعیؒ نے جو حدیث بیان کیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث وطی پر محمول ہے۔ تو اب معنی یہ ہو گا کہ حالت احرام میں وطی کرنا ممنوع ہے نکاح کرنا ممنوع نہیں ہے ۔

(10) ویجوز تزوج الامۃ مسلمۃ کانت او کتابیۃ الخ۔

صورت مسئلہ :- کتابیہ باندی کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو اس میں اختلاف ہے۔

احناف کا مذہب :- احناف کے نزدیک مطلقاً باندی سے نکاح کرنا جائز ہے۔ چاہے وہ باندی مسلمہ ہو یا کتابیہ ہو۔

امام شافعی کا مذہب :- امام شافعیؒ فرماتے ہیں آزاد مرد لے لئے کتابیہ باندی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ امام مالکؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور ایک روایت میں امام احمدؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔

احناف کی دلیل :- احناف کی دلیل یہ ہے کہ باندیوں کے ساتھ نکاح کرنا یہ مطلقاً جائز ہے اس کے مقتضی کے اطلاق کی بنیاد پر۔ اللہ تعالیٰ نے آیۃ کریمہ میں ارشاد فرمایا **فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ** الخ ۔ اور ایک جگہ پر ارشاد فرمایا **اُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُم** الخ ۔ اور یہ آیتیں مطلقاً عورتوں سے نکاح کے جواز کو ثابت کرتیں ہیں۔ چاہے وہ باندی ہو یا آزاد اس لئے اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔

سب کی دلیل :- باندیوں کے ساتھ نکاح کرنا اس کا جواز ضرورتاً ثابت ہے اس لئے کہ باندی کے ساتھ نکاح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جز کو غلام بنانا چاہتا ہے۔ (مملوک بنانا چاہتا ہے) اس لئے کہ جب وہ غیر کی باندی ہے اور یہ اس سے وطی کریگا اور اس کے نتیجے میں جو بچہ پیدا ہو گا تو شریعت کے اعتبار سے وہ بچہ بھی غیر کا مملوک ہو گا۔ تو اپنے جز کو غلام بنانا لازم آئے گا۔ اور شدت حاجت کی بنیاد پر ضرورتاً اس کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اور جو حکم ضرورتاً ثابت ہو وہ بقدر

ضرورت ہی ثابت ہوتا ہے۔ اور ضرورت مسلمہ باندی کے ساتھ نکاح کرنے سے پوری ہو جاتی ہے۔ لھذا کتابیہ باندی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہو گا۔

امام شافعی کی دلیل کا جواب :- اور رہا امام شافعیؒ کا یہ کہنا کہ باندی سے نکاح کرنے پر اپنے جز کو غلام بنانا اس کو ہلاک کرنا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ باندی سے نکاح کرنے میں اپنے جز کو غلام بنانا مقصود نہیں۔ بلکہ آزاد جز کو حاصل کرنے سے رکنا ہے۔ اور شریعت اسلامیہ نے اس کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ اصل جز کو ہی حاصل نہ کرے (اصل جز کو حاصل نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بچہ ہی پیدا نہ کرے) لھذا جب حریت کو یعنی جو اصل ہے اس کو حاصل نہ کرنے کی اس کو اجازت ہے تو جو وصف رقیت ہے اس کو حاصل نہ کرنے کی بدرجہ اولیٰ اس کو اجازت رہے گی۔

(11) لا يتزوج امة على حرة الخ۔

صورت مسئلہ :- اگر کسی انسان کے نکاح میں پہلے سے آزاد عورت تھی تو اب اس کے لئے باندی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام اعظم کا مذہب :- حرہ کے ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

امام شافعی کا مذہب :- امام شافعیؒ یہ کہتے ہیں کہ آزاد مرد کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ حرہ کے ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرے لیکن غلام کے لئے جائز ہے کہ اگر آزاد اس کی نکاح میں پہلے سے موجود ہے تو باندی سے نکاح کر سکتا ہے۔

امام مالک کا مذہب :- امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر آزاد عورت اس نکاح سے راضی ہے تو اس کی رضامندی سے باندی سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر راضی نہیں تو نکاح نہیں کر سکتا۔

امام اعظم کی دلیل :- امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آزاد کی موجودگی میں باندی سے نکاح نہ کیا جائے تو اس حدیث پاک کے عموم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شوہر چاہے آزاد ہو یا غلام عورت راضی ہو یا نہ ہو کسی بھی صورت میں آزاد کے ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

امام اعظم کی عقلی دلیل :- رقیت کی وجہ سے سزایں آدھی ہو جاتی ہیں تو جس طریقے سے سزایں آدھی ہو جاتی ہیں اسی طریقے سے نعمتیں بھی آدھی ہو جاتی ہیں۔ اس جگہ پر دو حالتیں ہیں۔ ایک حالت انفراد ہے اور ایک حالت انضمام ہے۔ حالت انفراد کا مطلب یہ ہے کہ صرف باندی سے نکاح کرے۔ اور حالت انضمام کا مطلب یہ ہے کہ آزاد اور باندی دونوں سے نکاح کرے دونوں کو جمع کرے۔ اور آزاد عورت دونوں حالتوں میں جائز ہے۔ کہ وہ صرف آزاد عورت سے نکاح کرے یہ بھی جائز ہے۔ اور باندی پہلے سے نکاح میں تھی پھر آزاد عورت سے نکاح کرے تو یہ انضمام کی حالت بھی جائز ہے۔ آزاد کے لئے دونوں حالتیں جائز تو باندی کے لئے اس کا آدھا ہوں گی کہ وہ انضمام کی حالت میں تو جائز نہیں انفراد کی حالت میں جائز ہو گی تنصیف کے طور پر۔

امام شافعی کی دلیل :- امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہے کہ باندی سے نکاح کرنا آزاد کے ہوتے ہوئے یہ ممانعت اس وقت تھی جب کہ شوہر آزاد ہو۔ اس لئے کہ اگر شوہر آزاد ہو گا تو خود کے جز کو رقیق بنانا لازم آئے گا۔ لیکن جب شوہر غلام ہے تو اس میں یہ خرابی لازم نہیں آئے گی۔ اس لئے غلام شوہر کے لئے آزاد کے ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا جائز ہے۔

امام مالک کی دلیل :- امام مالکؒ کی دلیل یہ ہے کہ باندی سے نکاح کرنا آزاد کے ہوتے ہوئے یہ ممنوع ہے اس آزاد عورت کے حق کی بنیاد پر لیکن جب وہ اس نکاح سے خود ہی راضی ہے تو اس نے اپنے حق کو ساقط کر دیا۔ اس لئے اب وہ اس کی رضامندی سے نکاح کر سکتا ہے۔

(12) فان تزوج امۃ علی حرۃ فی عدۃ من طلاق بائن الخ۔

صورت مسئلہ :- اگر کسی شخص نے اپنی آزاد عورت کو طلاق بائن دے دی۔اور وہ آزاد عورت جس کو طلاق بائن دی ہے عدت میں ہے تو عدت کے زمانے میں یہ مرد باندی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ تو اس میں اختلاف ہے۔

امام اعظم کا مذہب :- اگر کسی شخص نے حرہ کے ہوتے ہوئے اس کی طلاق بائن یا طلاق ثلاثہ کی عدت میں کسی باندی سے نکاح کیا تو یہ نکاح جائز نہیں ہے۔

صاحبین کا مذہب :- اگر کسی شخص نے حرہ کے ہوتے ہوئے اس کی طلاق بائن یا طلاق ثلاث کی عدت میں کسی باندی سے نکاح کیا تو یہ نکاح جائز ہے۔

امام اعظم کی دلیل :- امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہے کہ آزاد مطلقہ بائنہ جب اپنی عدت میں ہے تو اس کا نکاح من وجہ باقی ہے۔اس لئے کہ نکاح کے بعض احکام باقی رہتے ہیں۔اسی بنیاد پر احتیاطاً باندی کے نکاح کو منع کیا جائے گا۔

صاحبین کی دلیل :- صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ طلاق بائن دینے کے بعد باندی سے نکاح کرنا یہ نکاح کرنا آزاد پر باندی سے نکاح کرنا نہیں ہے۔اس لئے کہ طلاق بائن کی بنیاد پر ملک نکاح بالکلیہ زائل ہو گئی۔اور جب آزاد نکاح میں نہ رہی تو باندی سے نکاح کرنا صحیح ہے۔

صاحبین کی دوسری دلیل :- صاحبین کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر کسی انسان نے قسم کھائی اللہ کی قسم آزاد پر باندی سے نکاح نہیں کروں گا۔پھر بعد میں اس نے اس آزاد کو طلاق بائن دے دی۔اور جب آزاد عورت طلاق بائن کی عدت میں تھی تو اس نے باندی سے نکاح کر لیا فرماتے ہیں اس صورت میں یہ حانث نہیں ہو گا۔اس سے بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ نکاح کرنا طلاق بائن کی عدت میں آزاد پر باندی سے نکاح کرنا نہیں ہے۔کیونکہ اگر آزاد پر باندی سے نکاح کرنا کہلاتا تو یہ حانث ہو جاتا اور اس کی قسم ٹوٹ جاتی۔

صاحبین کی دلیل کا جواب :- صاحبین کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ قسم سے مقصود یہ ہوتا ہے عرف میں کہ وہ اس عورت کی باری میں غیر کو داخل نہیں کریگا۔ اور جب اس نے آزاد عورت کو طلاق بائن دے دی۔ تو اب اس آزاد عورت کی باری باقی ہی نہیں رہی۔ کیونکہ اب اس سے وطی کرنا جائز ہی نہیں ہے۔ لھذا چونکہ اب عدت بائن طلاق کی ہے۔ تو اگر اس نے دوسری عورت سے نکاح کر بھی لیا تو اس عورت کی باری میں شریک کرنا نہیں پایا گیا۔ اس لئے اب وہ حانث بھی نہیں ہوگا۔

(13) للحر ان یتزوج اربعًا من الحرائر والاماء الخ۔

صورت مسئلہ :- کتنی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے اور اگر عورتیں آزاد ہیں تو کتنی اور باندی ہیں تو کتنی باندیوں سے نکاح کرنا جائز ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔

احناف کا مذہب :- آزاد مرد کے لئے چار عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ چاہے عورتیں آزاد ہوں یا باندیاں اور چار سے زیادہ سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

امام شافعی کا مذہب :- امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ چار عورتوں کو نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ لیکن اگر باندی سے نکاح کرے گا تو صرف ایک باندی سے نکاح کر سکتا ہے ایک سے زیادہ سے نہیں۔

نوٹ :- روافض 9 عورتوں تک نکاح کرنے کی اجازت دیتے ہیں اور خوارج 18 عورتوں تک کی اجازت دیتے ہیں۔ روافض کہتے ہیں کہ آیۃ کریمہ میں 2+3+4 ہیں اور کل 9 ہوتے ہیں لھذا 9 عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ اور خوارج کہتے ہیں کہ آیۃ کریمہ میں 2+2+3+3+4+4 تکرار کے ساتھ ہے اور کل 18 ہوتے ہیں لھذا 18 عورتوں سے نکاح جائز ہے۔

امام اعظم کی دلیل :- امام اعظمؒ کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک **فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ** الخ۔ اور عدد پر نص بیان کرنا یہ اس عدد پر زیادتی کو روکتا ہے۔ لھذا چار تک ہی بایک وقت جائز ہیں۔

امام شافعی کی دلیل :- امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہے کہ باندی سے نکاح کرنا یہ ضرورتاً جائز ہے اور ضرورت ایک باندی سے نکاح کرنے پر پوری ہو جاتی ہے۔ لھذا جو چیز ضرورتاً ثابت ہو وہ بقدرِ ضرورت ثابت ہو گی لھذا جب ایک باندی سے ضرورت پوری ہو گئی تو اس سے زائد سے نکاح کرنا جائز نہیں ہو گا۔

امام شافعی کی دلیل کا جواب :- اللہ تعالیٰ کا فرمان **فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ** الخ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اسم ''**نساء**'' ذکر کیا ہے۔ اور نساء جیسے آزاد کو شامل ہے ویسے ہی باندی کو بھی شامل ہے۔ جیسا کہ ظہار میں ہے ۔

(14) لا يجوز للعبد ان يتزوج اكثر من اثنين الخ۔

صورت مسئلہ :- غلام کے لئے کتنی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے؟ تو اس میں اختلاف ہے۔

احناف کا مذہب :- غلام کے لئے دو سے زائد عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک غلام کا حق آزاد کے مقابلے میں آدھا ہوتا ہے۔

امام مالک کا مذہب :- غلام کے لئے ایک وقت میں دو سے زائد یعنی چار عورتوں تک نکاح کرنا جائز ہے

احناف کی دلیل :- احناف کی دلیل یہ ہے کہ رق یہ تنصیف کرنے والا ہے۔ لھذا اب نصف کی بنیاد پر غلام دو عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔

امام مالک کی دلیل :- امام مالک کی دلیل یہ ہے کہ غلام نکاح کے حق میں آزاد کے مرتبہ میں ہے اس لئے اس کے لئے ایک وقت میں چار عورتوں تک نکاح کرنا جائز ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر بھی نکاح کر سکتا ہے۔ (احناف کے نزدیک نہیں کر سکتا)

(15) فان طلق الحر احدى الاربع طلاقا بائنا الخ۔

صورت مسئلہ :- اگر آزاد شخص نے چار عورتوں میں سے کسی کو طلاق بائن دے دی تو اس مطلقہ کی عدت گزرنے سے پہلے شوہر کے لئے کسی اور عورت سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو اس میں اختلاف ہے۔

احناف کا مذہب :- اگر کسی شخص نے چار عورتوں میں سے کسی کو طلاق بائن دے دی تو اس مطلقہ کی عدت گزرنے سے پہلے شوہر کے لئے کسی اور عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ اگر اس کی عدت میں پانچوی سے نکاح کر لیا تو یہ اس کی عدت میں جمع کرنا لازم آئے گا۔ اور پانچ کو ایک وقت میں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔

امام شافعی کا مذہب :- اگر آزاد نے چار عورتوں میں سے کسی کو طلاق بائن دے دی تو اس مطلقہ کی عدت گزرنے سے پہلے شوہر کے لئے پانچوی عورت سے نکاح کرنا جائز ہے۔

احناف کی دلیل :- احناف کی دلیل یہ ہے کہ اگر چہ اس نے طلاق دے دی ہے لیکن نکاح من وجہ باقی ہے۔ نکاح کے بعض احکام کے باقی رہنے کی بنیاد پر۔ اس لئے یہ عورت من وجہ نکاح میں ہے۔ اور یہ نظیر ہے بہن کی عدت میں بہن سے نکاح کرنے کی۔

امام شافعی کی دلیل :- امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب طلاق بائن دے دی تو اس کی بنیاد پر نکاح بالکلیہ زائل ہو گیا یہ عورت اس کے نکاح میں باقی نہ رہی اس لئے اب دوسری سے نکاح کر سکتا ہے ۔

(16) وان تزوج حبلیٰ من زنا جاز النکاح الخ۔

صورت مسئلہ :- اگر کوئی عورت ایسی ہے جو زنا سے حاملہ ہو گئی تو اس سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

طرفین کا مذہب :- اگر کسی نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو زنا سے حاملہ ہوئی ہے تو یہ نکاح جائز ہے۔ لیکن وضع حمل سے پہلے اس سے وطی کرنا جائز نہیں ہے۔

امام ابو یوسف کا مذہب :- ایسی عورت جو زنا سے حاملہ ہوئی ہو اس سے نکاح جائز ہی نہیں ہے۔ اور امام مالکؒ، امام احمدؒ، اور امام زفرؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔

امام شافعی کا مذہب :- ایسی عورت جو زنا سے حاملہ ہوئی ہو اس سے نکاح بھی جائز ہے اور وطی بھی جائز ہے۔

نوٹ (1) اگر کوئی عورت ایسی ہے جس کا حمل ثابت النسب ہے (یعنی وہ غیر کی منکوحہ ہے یا معتدہ ہے تو اس کا حمل ثابت النسب ہوتا ہے) تو ایسی عورت کہ جس کا حمل ثابت النسب ہے تو اس سے نکاح بالاتفاق باطل ہے۔

نوٹ (2) اگر کسی مرد نے کسی عورت سے زنا کیا اور وہ عورت اس زنا سے حاملہ ہو گئی اس کے بعد اسی زانی نے اس عورت سے نکاح کر لیا تو اب اس زانی کا نکاح بھی صحیح ہے اور اس کے لئے بالاتفاق وطی کرنا بھی جائز ہے۔

طرفین کی دلیل :- طرفین کی دلیل یہ ہے کہ یہ عورت جو زنا سے حاملہ ہوئی ہے یہ محلالات میں سے ہے۔ ان عورتوں میں سے ہے کہ جن سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اس کا محلالات سے ہونا یہ نص سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ تو محرمات عورتوں میں اس عورت کا ذکر نہیں ہے جو زنا سے حاملہ ہوئی ہو۔ اور بعد میں فرمایا **وَاُحِلَّ لَكُم مَّاوَرَآءَ ذٰلِكُم** کہ ان کے علاوہ تمہارے لئے حلال کی گئیں۔ اور ماورآء میں حاملہ من الزنا بھی ہے۔ اس لئے اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن وطی کرنا جائز نہیں ہوگا اس لئے کہ اگر وطی کرے گا تو اپنے پانی سے غیر کی کھیتی کو سیراب کرنا لازم آئے گا۔ اور غیر کی کھیتی سیراب کرنا حرام ہے۔ تو وطی کی جو حرمت ہے وہ اس بنیاد پر تا کہ غیر کی کھیتی کو سیراب کرنا اپنے پانی سے یہ لازم نہ آئے۔ البتہ اگر ثابت النسب حمل ہے تو تو وہاں جو منع کیا گیا ہے نکاح کرنے سے وہ صاحب ماء کے حق کی بنیاد پر۔ (اور یہاں پر زانی ہے اور اس کے لئے کوئی احترام نہیں ہے)۔

امام ابو یوسف کی دلیل :- امام ابو یوسفؒ کی دلیل یہ ہے کہ اگر حمل ثابت النسب ہو تو حمل کے احترام کی بنیاد پر عدم جواز نکاح کا حکم ہوتا ہے۔ اور وہ حمل جو زنا سے ہوا ہے وہ بھی محترم ہے اس لئے کہ اس جنایت میں

اس حمل کا کوئی دخل نہیں ہے (یہی وجہ ہے کہ یہ حمل جو زنا سے ہوا ہے اس کو ساقط کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن ساقط کرنا اس وقت جائز نہیں ہے جب کہ اس کے بعض اعضاء ظاہر ہو چکے ہوں۔ اور اگر اعضاء ظاہر نہ ہوں تو ساقط کرنا بھی جائز ہے) لھذا اس صورت میں بھی نکاح جائز نہ ہو گا۔

(17) ومن وطی جاریتہ ثم زوجھا جاز النکاح۔

صورت مسئلہ :- ایک انسان نے اپنی باندی سے وطی کی بعد وطی اس کا نکاح دوسرے سے کرا دیا۔ تو استبراء رحم سے پہلے اس کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ تو اس میں اختلاف ہے۔

احناف کا مذہب :- ایک شخص نے اپنی باندی سے وطی کی پھر کسی دوسرے سے اس کا نکاح کرا دیا تو استبراء رحم سے پہلے اس کا نکاح جائز ہے۔

امام شافعی اور امام احمد کا مذہب :- امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے یہ فرمایا کہ ایک حیض کے ساتھ استبراء سے پہلے اس کا نکاح جائز نہیں ہے۔

امام زفر کا مذہب :- امام زفرؒ نے فرمایا کہ اس کا نکاح ہو گا ہی نہیں یہاں تک کہ تین حیض گزر جائیں۔ تین حیض گزرنے کے بعد اس کا نکاح صحیح ہو گا۔

نوٹ(1) :- ام ولد کہتے ہیں اس عورت کو کہ جس سے مولی نے وطی کی اور مولی کی وطی سے بچہ پیدا ہو گیا۔ آقا نے نسب کا دعویٰ کر دیا تو اس بچے کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا اور یہ باندی ام ولد کہلائے گی (پہلی مرتبہ میں) اور اگر دوسری مرتبہ بچہ پیدا ہوا تو بغیر دعوئے نسب کے اس بچے کا نسب اسی آقا سے ثابت ہو جائے گا۔

نوٹ(2) :- فراش کہتے ہیں کہ عورت اپنے بچے کا نسب ثابت کرنے میں دعوئے کی محتاج نہ ہو۔

جواز نکاح کی دلیل :- جواز نکاح کی دلیل یہ ہے کہ یہ باندی اپنے مولی کی فراش نہیں ہے۔ فراش اس لئے نہیں ہے کہ یہ اپنے بچے کے نسب کے ثبوت میں محتاج ہے دعوئے کی۔ کہ بغیر دعوئے نسب کے آقا سے اس کے بچے

کانسب ثابت نہیں ہو گا۔ اور فراش کہتے ہیں ایسی عورت کو کہ جو اپنے بچے کی نسب کو ثابت کرنے میں دعوئے نسب کی محتاج نہ ہو۔ اور یہ دعوئے نسب کی محتاج ہے۔ اس لئے فراش نہیں ہے اور جب یہ بات ثابت ہو گی کہ یہ باندی اپنے آقا کی فراش نہیں ہے تو اس کا نکاح درست ہو گا۔ چونکہ نکاح ناجائز ہونے کی وجہ یہی تھی۔ البتہ نکاح کرانے سے پہلے آقا پر مستحب یہ ہے کہ ایک حیض کا استبراء کرالے (یعنی ایک حیض آنے تک انتظار کرلے جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ حاملہ نہیں ہے تاکہ خود کا پانی محفوظ ہوسکے) لیکن اگر نکاح کرادیا تو نکاح ہو جائے گا قبل استبراء بھی۔ اس لئے کہ ایک حیض کا استبراء مستحب ہے واجب نہیں۔

نوٹ :- اب جب آقا نے اس باندی کا نکاح کرادیا تو اب شوہر کے لئے استبراء سے پہلے ہی وطی کرنا درست ہے یا نہیں؟ تو اس میں بھی اختلاف ہے۔

شیخین کا مذہب :- شیخین کا مذہب یہ ہے کہ شوہر کے لئے وطی کرنا جائز ہے استبراء سے پہلے ہی۔

امام محمد کا مذہب :- امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے کہ وہ استبراء سے پہلے وطی کرے۔

شیخین کی دلیل :- شیخین کی دلیل یہ ہے کہ شریعت نے اس باندی کے نکاح کے جواز کا حکم دیا ہے۔ اور جواز نکاح کا حکم دینا یہ فراغ رحم کی علامت ہے۔ اس لئے کہ اگر رحم مشغول ہوتا تو شریعت جواز نکاح کا حکم ہی نہ دیتی۔ تو جواز نکاح کا حکم دینا یہ علامت ہے فراغ رحم کی۔ لھذا اب شوہر کو استبراء کا حکم نہیں دیا جائے گا نہ استحبابی طور پر اور نہ وجوبی طور پر۔

امام محمد کی دلیل :- امام محمدؒ کی دلیل یہ ہے کہ جب آقا نے اس باندی سے وطی کی ہے تو مولی کے پانی کے ساتھ باندی کے رحم کے مشغول ہونے کا احتمال ہے۔ اس لئے اس کو پاک کرنا چاہئے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی نے باندی خریدی تو مشتری استبراء سے پہلے وطی نہ کرے بلکہ مشتری پر استبراء واجب ہو گا۔

امام محمد کی دلیل کا جواب :- آپ نے جو کہا کہ جس طرح مشتری پر استبراء کرنا واجب ہے ایسے ہی مولی کو بھی چاہئے کی استبراء کرے کہ پانی کے ساتھ رحم کے مشغول ہونے کا احتمال ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شراء یعنی خریدنا یہ شغل رحم کے ساتھ بھی جائز ہے اور نکاح شغل رحم کے ساتھ جائز نہیں۔ اس لئے خریدنے پر اس کو قیاس کرنا یہ درست نہیں ہے ۔

(18) وکذا اذا رای امراۃً تزنی فتزوجھا الخ۔

صورت مسئلہ :- اگر مرد نے کسی عورت کو دیکھا زنا کرتے ہوئے پھر بعد میں اسی عورت سے اس نے نکاح بھی کر لیا۔ تو اب شوہر کے لئے اس عورت سے استبراء سے پہلے وطی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

شیخین کا مذہب :- مرد نے عورت کو زنا کرتے ہوئے دیکھا پھر اس سے نکاح کر لیا تو استبراء سے پہلے وطی کرنا جائز ہے۔

امام محمد کا مذہب :- اگر مرد نے کسی عورت کو زنا کرتے ہوئے دیکھا پھر اس سے نکاح کر لیا تو استبراء سے پہلے وطی کرنا میرے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔

نوٹ :- فریقین کے دلائل وہی ہیں جن کا ذکر اس سے پہلے مسئلہ میں ہو چکا ۔

(19) ومن ادعت علیہ امراۃ انہ تزوجھا واقامت بینۃ الخ۔

صورت مسئلہ :- کسی عورت نے کسی مرد پر جھوٹا دعویٰ کیا کہ یہ میرا شوہر ہے اس نے مجھ سے شادی کی ہے اور اپنے اس جھوٹے دعوی پر جھوٹے گواہ بھی پیش کر دیئے قاضی نے شہادت ظاہری کے اعتبار سے عورت کے حق میں فیصلہ دیدیا۔ تو اب قاضی کا یہ فیصلہ صحیح ہو گا یا نہیں؟ تو اس میں اختلاف ہے۔

امام اعظم کا مذہب :- امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ یہ فیصلہ ظاہراً اور باطناً دونوں طرح سے نافذ ہو گا۔ امام ابو یوسفؒ کا قول اول بھی یہی ہے۔

امام محمد کا مذہب :- امام محمدؒ کے نزدیک ظاہراً تو نافذ ہو گا باطناً نافذ نہیں ہو گا۔ اور امام ابو یوسفؒ کا دوسرا قول بھی یہی ہے۔ اور امام شافعیؒ کا بھی قول یہی ہے۔

نوٹ :- یہاں پر دو باتوں کا جاننا بہت ضروری ہے۔

اول بات :- املاک کی دو قسمیں ہیں (1) املاک مرسلہ (2) املاک مقیدہ۔

املاک مرسلہ :- املاک مرسلہ یہ ہیں کہ ان میں سبب ملک مذکور نہ ہو۔ جیسے کہ کسی نے کہا یہ میری باندی ہے اور یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ باندی اس کو کیسے ملی ہے۔ یہ املاک مرسلہ ہے کہ جہاں پر سبب ملک ذکر نہ ہو۔

املاک مقیدہ :- املاک مقیدہ یہ ہیں کہ سبب ملک مذکور ہو۔ جیسے وہ یہ کہے کہ یہ میری باندی ہے اور اس نے اس کو خریدا ہے یا اس کو وراثت میں ملی ہے۔

نوٹ :- متن کا مسئلہ یہ املاک مقیدہ کے بارے میں ہے۔ جن میں سبب ملک مذکور ہوں۔ اس لئے کہ اس میں سبب یعنی تزوج مذکور ہے۔ عورت نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ میرا شوہر ہے اس نے مجھ سے نکاح کیا ہے۔

دوسری بات :- نفاذ کی دو قسمیں ہیں (1) نفاذ ظاہری (2) نفاذ باطنی

نفاذ ظاہری :- نفاذ ظاہری یہ ہے کہ اس پر دنیاوی احکام کا ترتب ہو سکے۔ مثلاً بیوی کا قدرت دینا اور شوہر پر نفقہ اور کسوہ کا واجب ہونا۔

نفاذ باطنی :- نفاذ باطنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اس نکاح کی حلت ثابت ہو جائے۔

تمہید :- املاک مرسلہ میں قاضی نے جھوٹی شہادت پر فیصلہ دیا تو یہ فیصلہ بالاتفاق ظاہراً نافذ ہو گا باطناً نہیں۔ اور املاک مقیدہ میں جھوٹی شہادت پر فیصلہ دیا جو متن میں ذکر ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک ظاہراً اور باطناً دونوں طرح نافذ ہو جائے گا۔ اور امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک ظاہراً نافذ ہو گا باطناً نہیں۔ امام ابو یوسفؒ کا قول اول امام اعظمؒ کے ساتھ اور قول ثانی امام محمدؒ کے ساتھ ہے۔

امام اعظم کی دلیل :- امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ قاضی کا حقیقت صدق پر مطلع ہونا متعذر ہے البتہ تعدیل وغیرہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ گواہ قاضی کے نزدیک صادق ہیں اور گواہوں کا صادق ہونا ہی حجت ہے اور جب حجت قائم ہو گئی تو قاضی پر فیصلہ کرنا لازم ہے حتیٰ کہ اگر ایسی صورت میں یہ سمجھے کہ مجھ پر فیصلہ دینا لازم نہیں تو کافر ہو گا اور اگر لازم سمجھے مگر تاخیر کرے تو فاسق ہو گا۔

امام محمد کی دلیل :- امام محمدؒ کی دلیل یہ ہے کہ گواہ چونکہ جھوٹے ہیں۔ اس لئے قاضی نے حجت میں خطاء کی۔ اور اگر حجت میں خطاء ہو تو حجت میں خطاء یہ نفاذ باطنی کو روکتی ہے۔ اس لئے قاضی کا یہ فیصلہ ظاہراً تو نافذ ہو جائے گا (اور ظاہراً نافذ ہونے کا مطلب یہ ہو گا کہ شوہر پر نفقہ اور کسوہ واجب ہو گا) لیکن باطناً یہ نافذ نہیں ہو گا۔ جس کی وجہ سے شوہر کے لئے اس عورت سے وطی کرنا جائز نہیں ہو گا۔ یہ اس طرح ہے جیسے کہ شہادت کے بعد شاہدین کا غلام ہونا یا کافر ہونا ظاہر ہوا۔ تو اب قاضی نے فیصلہ دیا تھا تو وہ ظاہراً نافذ ہو گا باطناً نہیں۔ اور اس پر سب کا اجماع ہے۔ لھذا گواہوں کے جھوٹا ہونے کی صورت میں بھی قاضی کا فیصلہ باطناً نافذ نہیں ہو گا۔

امام محمد اور امام شافعی کی دلیل کا جواب :- امام محمدؒ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ کفر اور رقیت پر واقف ہونا آسان ہے اس لئے کہ کفار اور غلاموں کو ان کی مخصوص علامتوں سے پہچانا جا سکتا ہے ۔